السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک شخص کے دل میں شیطان نے اللہ عزوجل کے بارے میں بہت زیادہ وسوسے پیدا کردیے ہیں اوروہ اس کی وجہ بہت ڈرتا ہے خوف وہراس کا شکار رہتا ہے اس سلسلہ میں آپ کیا راہنمائی فرمائیں گے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سائل کے بارے میں جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ شیطانی وسوسوں کے نتائج سے ڈرتا ہے، تو اس کے لیے یہ خوف وہراس نوید بشارت ہے کہ اس کے حق میں اس کے نتائج اچھے ہی ہوں گے دراصل ان وسوسوں کے ذریعے سے : شیطان مومنوں پر حملہ آور ہوتا ہے تاکہ ان کے دلوں میں صحیح عقیدے کو خراب کر کے ان میں فساد وبگاڑ پیدا کردے، اوراللہ کے بندوں کو نفسیاتی وفکری قلق واضطراب میں مبتلا کردے تاکہ ان کا ایمان مکدر ہوجائے بلکہ اگروہ سچے مومن ہیں تو ان کی زندگی ہی اَجیرن کردے۔

اہل ایمان کو پیش آنے والی یہ کوئی پہلی یا آخری بات نہیں ہے بلکہ جب تک دنیا میں کوئی مومن ہے، اس طرح کی باتیں پیش آتی رہیں گی۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس طرح کی باتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اورانہوں نے آپ سے پوچھا کہ ہم اپنے دلوں میں بعض ایسی باتیں پاتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی انہیں زبان پر لانا بھی بہت گراں سمجھتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

(اَوَقَدْ وَجَدْ تُمُوهُ؟ قَالُوا : نَعَمْ، قَالَ : ذَاکَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ)) (صحیح مسلم، الایمان، باب بیان الوسوسة فی الایمان... ح : ۱۳۲۔))

"کیا تم اس چیز کو (اپنے دلوں میں) پاتے ہو؟" انہوں نے کہا : "جی ہاں!" آپ نے فرمایا : "یہی ایمان صریح ہے۔"

ایک دوسری روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(اَوَقَدْ وَجَدْ تُمُوهُ؟ قَالُوا : نَعَمْ، قَالَ : ذَاکَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ» (صحیح مسلم، الایمان، باب بیان الوسوسة فی الایمان... ح : ۱۳۲»

"کیا تم اس چیز کو (اپنے دلوں میں) پاتے ہو؟" انہوں نے کہا : "جی ہاں!" آپ نے فرمایا : "یہی ایمان صریح ہے۔"

ایک دوسری روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَأْتِي الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ حَتَّى يَقُولَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ)) (صحیح البخاری، بدء الخلق، باب صفة ابلیس وجنوده، ح :۳۲۷۶ وصحیح مسلم، الایمان، باب بیان الوسوسة فی الایمان، ح : ۱۳۴۔))

"تم میں سے کسی ایک کے پاس شیطان آکر کہتا ہے کہ (مخلوق کو) اس طرح کس نے پیدا کیا ہے؟ اس طرح کس نے پیدا کیا؟ حتیٰ کہ وہ کہتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب وہ یہاں تک پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے اور رک جائے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر ایک شخص نے عرض کیا : میرے دل میں ایسے خیالات آتے ہیں کہ انہیں زبان پر لانے سے مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میں جل کر کوئلہ ہوجاؤں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) فرمایا:

(اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَدَّ كَيْدَهُ اِلَى الْوَسْوَسَةِ)) (سنن ابی داود، الادب، باب فی رد الوسوسة، ح : ۵۱۱۲۔))

"سب تعریف اس اللہ ہی کے لیے ہے جس نے اس کے معاملے کو وسوسہ کی طرف لوٹا دیا۔"

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کتاب الایمان میں تحریر فرماتے ہیں کہ مومن شیطانی وسوسوں میں مبتلا ہوجاتا ہے جو کفریہ انداز کے وسوسے ہوتے ہیں جن سے اس کا سینہ تنگ ہوجاتا ہے، جیساکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا تھا : یا رسول اللہ! ہم میں کسی ایک کے دل میں اگر ایسا خیال بھی آجاتا ہے کہ اسے زبان پر لانے کے بجائے اس کے نزدیک یہ بات کہیں زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے کہ وہ آسمان سے زمین پر گرجائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا:

(ذَاکَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ)) (صحيح مسلم، الايمان، باب بيان الوسوسة في الايمان... ح: ۱۳۲۔))

''یہ تو خالص ایمان ہے۔''

:ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: (صحابی نے عرض کیا کہ) وہ اسے زبان پر لانا بہت گراں محسوس کرتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(الحمد للہ الذی رد کیدہ الی الوسوسة)) (سنن ابی داؤد، الادب، باب فی رد الوسوسة، ح: ۵۱۱۳۔))

''سب تعریف اس اللہ ہی کے لیے ہے جس نے اس کے مکروفریب کو وسوسہ کی طرف لوٹا دیا ہے۔''

یعنی اس طرح کا وسوسہ بندے کی دلی کراہت وناپسندیدگی کے باوجود پیدا ہونا، پھر اس کا اسے اپنے دل سے دور کرنے کی کوشش بھی کرنا خالص ایمان ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی مجاہد کے پاس کوئی دشمن آجائے اور وہ اسے دور ہٹاتے ہوئے اس پر غالب آجائے تو یہ عظیم جہاد ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آگے فرمایا ہے: ''یہی وجہ ہے کہ طالب علم اور عبادت گزار لوگوں کو ایسے وسوسے اور شبہات پیش آتے ہیں، جو دوسرے لوگوں کو پیش نہیں آتے کیونکہ دوسرے لوگ تو اللہ تعالیٰ کی شریعت اور اس کے راستے پر چلتے ہی نہیں بلکہ وہ تو اپنے رب سے غافل ہو کر خواہشات نفس کے پجاری بن جاتے ہیں اور یہی شیطان کا مطلوب ومقصود ہے، لیکن اس کے برعکس جو لوگ علم وعبادت کے ساتھ اپنے رب تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، دراصل شیطان ان کا دشمن ہے اور وہ انہیں اللہ تعالیٰ سے دور لے جانا چاہتا ہے۔''[1]

میں اس سائل سے یہ بھی کہوں گا کہ جب تمہارے سامنے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ وسوسے شیطانی ہیں، تو انہیں وقت وتوانائی صرف کر کے دور ہٹا دو اور ان کے خلاف برسرپیکار ہو جاؤ یہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے بشرطیکہ تم ان کے خلاف مجاہدہ کرتے رہو، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

(ان اللہ تجاوز عن امتی ما وسوست بہ صدورہا مالم تعمل او تتکلم)) (صحيح البخاري، العتق، باب الخطاء والنسيان في العتاقة والطلاق، ح: ۲۵۲۸ و صحیح مسلم، ح: ۱۲۷۔)-

''بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کے سینوں میں پیدا ہونے والے وسوسوں سے درگزر کا رویہ اختیار فرمایا ہے، جب تک وہ ان کے مطابق عمل نہ کرے یا ان کے مطابق بات نہ کرے۔''

اگر آپ سے یہ کہا جائے کیا آپ اپنے دل میں آنے والے ان وسوسوں پر اعتقاد رکھتے ہیں؟ یا انہیں حق سمجھتے ہیں؟ کیا یہ ممکن ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی اس طرح صفت بیان کریں جس طرح آپ کے دل میں وسوسہ آتا ہے؟ تو آپ اس کا یہ جواب دیں کہ ہمیں اس طرح کی بات زبان پر لانا زیب نہیں دیتی، اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور یہ تو بہت بڑا بہتان ہے، آپ دل اور زبان سے اس کی تردید کریں، اس سے نفرت کرتے ہوئے لوگوں میں دور سے دور تر ہوتے چلے جائیں اس بنیاد پر دل میں آنے والے یہ خیالات محض وسوسے ہیں اور شیطان کے جال ہیں، جو انسان کے جسم میں خون کی گردش کی طرح چلتا پھرتا رہتا ہے تاکہ تمہیں دین سے دور لے جائے اور دین کو تم پر خلط ملط کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ معمولی اور حقیر باتوں کے بارے میں شیطان تمہارے دل میں شک وشبہ پیدا نہیں کرتا، مثلاً: تم ہمیشہ دنیا کے ان بڑے بڑے شہروں کے بارے میں سنتے رہتے ہو جو مشرق ومغرب کے ملکوں سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کی آبادی بھی بہت زیادہ ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ وہ انسانوں سے بھرے ہوئے ہیں، مگر ان شہروں کے وجود کے بارے میں تمہارے دل میں کبھی کوئی شک پیدا نہیں ہوا اور نہ کبھی دل میں یہ خیال آیا ہے کہ یہ تو ویرانے اور اجڑے ہوئے دیار ہیں، رہنے سہنے کے قابل ہی نہیں اور نہ ان میں کوئی رہ رہا ہے کیونکہ اس طرح کے کاموں میں تشکیک پیدا کرنے سے شیطان کو کوئی غرض نہیں، البتہ شیطان کی بڑی غرض یہ ضرور ہے کہ وہ مومن کے ایمان کو خراب کر دے۔ وہ اپنے سواروں اور پاپیادوں کے ساتھ مل کر کوشش کرتا ہے کہ مومن کے دل سے علم وہدایت کی روشنی کو بجھا دے اور اسے شک اور حیرت کی تاریکی میں مبتلا کر دے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے ایک مفید دوا کی نشان دہی فرما دی ہے جو موجب شفا ہے اور وہ یہ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ وسوسے کی حالت میں انسان اعوذ باللہ پڑھ لے اور وسوسے کو ترک کر دے۔ جب انسان وسوسے کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگا رہے تاکہ اس کی رضا اور اجر وثواب کو حاصل کر سکے تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وسوسہ ختم ہو جائے گا۔ ان تمام خیالات کو اپنے دل سے جھٹک دیا کرو جبکہ تم اللہ کی عبادت کر رہے ہو، اس سے دعا کر رہے ہو اور اس کی عظمت وبزرگی کے گن گا رہے ہو۔ اگر تم کسی کو سن لو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں وہ کچھ کہہ رہا ہے، جو تمہارے دل میں بصورت وسوسہ پیدا ہو رہا ہے، تو تمہارا بس چلے تو تم اسے قتل کر دو، تو اس سے بھی معلوم ہوا کہ تمہارے دل میں پیدا ہونے والی ان باتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے، بلکہ یہ محض خیالات اور وسوسے ہیں، جن کی کوئی اصل نہیں جیسے کسی شخص نے اپنے کپڑوں کو دھویا ہو اور اس کا لباس پاک صاف ہو مگر اس کے دل میں بار بار یہ خیال آئے کہ شاید اس کا کپڑا پاک نہیں، شاید ایسے کپڑے میں نماز نہیں ہوتی تو اس صورت میں اس طرح کے وسوسوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دینی چاہیے۔ میری نصیحت کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

اس صورت میں اعوذ باللہ پڑھ لیا جائے اور دل میں آنے والے خیالات بالکل ترک کر دیئے جائیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔

عبادت اور عمل کو انہماک اور استغراق کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت بجالاتے ہوئے اور اس کی رضا کے حصول کے لیے سر انجام دیا جائے۔

انسان اگر مکمل توجہ، انہماک اور استغراق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ سارے وسوسے کافور ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے کثرت کے ساتھ دعا اور التجا بھی کی جائے کہ وہ اپنے فضل وکرم کے ساتھ ان وسوسوں سے محفوظ رکھے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

---

[1] صحیح البخاري و مسلم کتاب الایمان، ص: ۱۴۷ طبع ہندیہ۔

فتاویٰ ارکان اسلام

عقائد کے مسائل : صفحہ 45

محدث فتویٰ